ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضلالا بعیدا

بڑا کامل ہے وہ جو خدا اور رسول کے احکام پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلاتا ہے

لحلت متعہ

من تصنیف جناب مولانا مولوی سید محمد ح

مشہدی بخاری

حسب الحکم جناب مصنف رسالہ و مالک مطبع گلزار ابراہیم

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

۱۸۹۲ء

گلزار ابراہیم پریس مالیرکوٹلہ میں غلام حسین پرنٹر نے چھاپا

الحمد لله الذی خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق
الجان من مارج من النار وحبب الشهوات الماکول والمشروب والملبوس
صار فی طبایعهم قارفعلی اختلاف الاثار کانوا منهم الابرار ومنهم
الفجار والصلوة علی رسوله المختار الذی هدینا علی صراط الاحرار
والذی هو من فرض الله طاعته وطاعت آله الذین هم الائمة
الاطهار علی کل مسلم وکفار والذین سواهم فی الاستطاعنه من
البریه بعزفه ورسوله البشار کما قال اطیعوا الله ورسوله واولی
الامر منکم واستحق جب علی والا بیتهم خلود المومنین فی خزان
ثمانیه وانهار واجعلها للموالین براب النجاب عن النار صلوات
الله علیهم الی یوم القرار الف الف الف مرات فی کل لیل ونهار +

اما بعد بندہ خاطی ابن سید شمس الدین علی النقوی محمد حسن المشہدی ثم الحایری البخاری عرض کرتا
ہے خدمت میں سالکان سلوک ہدایت و یقین و پیروان سنت جناب سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ
و آلہ الطاہرین کے کہ درین وقت اکثر صاحبان دربارۂ حقیقت متعہ بہت سے سوال کرتے ہیں
اور جواز و عدم جواز اس کے میں استفسار کرتے ہیں بوجہ [illegible] تقریر و عدیم الفرصتی بانی
تقریر سے اُس وقت سائل کو مطمئن کرنا متعذر ہوتا ہے لہذا مناسب متصور ہوا کہ اس باب
میں بالاستیعاب ایک رسالہ تالیف کیا جاوے کہ حاوی بعض احکامات آداب ضروریہ کا ہو
اور موثق کیا جاوے ساتھ دلائل عقلی و نقلی کے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ ایک مسئلہ ضروری
کو کس طرح ناجائز کیا ہے اور کن وجوہ سے اس حکم کو توڑا ہے افسوس طمع نفسانی ایسی ہے کہ جس
سے حلال و حرام میں بھی تمیز نہیں رہتی اور یہہ امر بھی نہیں کہ ایک شخص کی طمع نفسانی پر غور
کیا جاوے بلکہ آنکھہ بند کر کے جمہور بھی اُسکی [illegible] مقید ہو جاتے ہیں اس رسالہ کو جو صاحب
ملاحظہ کرینگے معلوم ہو جائیگا کہ متعہ جائز ہے یا ناجائز لہذا مرتب کیا [illegible] رسالہ دو باب
پر باب اول اثبات متعہ میں باب دویم احکام و آداب متعہ میں [illegible] شروع فی البیان
ونستعین من اللہ المستعان۔ **باب اول** قال اللہ تعالیٰ در سورہ نساء
جزو خامس رکوع اول فما استمتعتم بہ منھن فآتوھن اجورھن فریضۃ یعنی جس
کسی نے برخورداری پائی ساتھ اُنکے عورتوں سے جو منکوحہ ہیں پس دو تم اُن کو مہر اُن کی در حالیکہ
مفروض ہے **بیان** فا حرف عطف کا اور ما موصولہ ہے استمتعتم صیغہ ماضی معلوم باب استفعال
سے ہے جو افادہ معنی ابتدا کا کرتا ہے موجب خاصیت اپنی کے فریضہ حال واقع ہوا ہے اجور کا
مراد اس سے یہہ ہے کہ اجورہ واجب ہوتا ہے اوا اُس کا استمتع پر تمام اُس کا بخلاف نکاح دائمی
کے کہ تمام اجورہ مجرد نکاح پر واجب نہیں ہوتا ہے الا بعد مواقعت کے پس مخصوص ہوا ورود
اس آیہ کا در باب متعہ کے سوا اس کے اور کوئی امر مستفاد نہیں بلکہ علماء [illegible]
اہل سنت بھی در ورود آیہ [illegible] قائل ہیں چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور صاحب
مدارک نے تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ یہہ آیہ متعہ میں نازل ہوئی ہے اور زاہدی نے تفسیر
زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اجر گفت و مہر و صداق نگفت و دلیل آنست کہ مراد متعہ است اور

تفسیر درمنشور میں سیوطی نے مجاہد سے روٗیت کی ہے کہ فما استمتعتم بہ منھن یعنی نکاح متعہ
اور قول مخالفین منسوخیت آیہ متع میں مقبول نہیں بلکہ منسوخ ہے بچند وجہ اول یہہ قول بعضے
متعصبین کا خلاف عقیدہ علمائے فحول و مقتدمیں اہل سنت قائل تنسیخ نہیں ہیں چنانچہ
فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت ایتہ المتعہ
فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدھا ایتہ تنسخہا دویم جس آیہ کو ناسخ اس کی قرار
دیتے ہیں یعنی آیہ الا علی ازواجھم او ماملکت ایمانھم مدنی ہے اور آیہ متعہ مکی
ہے آیہ مدنی آیہ مکی کی ناسخ نہیں ہوسکتی اس جہت سے کہ آیہ مکی سابق ہوتی ہے اور آیہ مکی
لاحق سابق لاحق کی ناسخ نہیں ہے سوم مشروعیت متعہ آیہ سے ثابت ہے اور منسوخیت
بخاری روایت سے روایت کا ناسخ آیہ ہونا خلاف عقل ہے ماورا اسکے ثبوت متعہ میں چند
دلائل عقلی موثق و مضبوط ہیں اول یہہ کہ قرائت اہل بیت علیہم السلام میں لفظ الی اجل مسمی کا
ہونا دلیل قوی ہے مشروعیت کے واسطے چنانچہ ثعلبی نے جو علمائے عظام اہل سنت سے
تھی جبیر بن ابی ثابت سے روایت کی ہے کہ جبیر نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ کو کلام اللہ دیا
اُس میں یہہ آیہ اس صورت تھی فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتو
ھن اجورھن فریضہ اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ ابن عباس و ابن جبیر و ابی
بن کعب و ابن مسعود وغیرہ نے اس آیہ کی قرات معہ جملہ الی اجل مسمی کے بھی درصورتیکہ قرائت
اس آیت کے معہ جملہ الی اجل مسمی مسلم ہے کسی طرح کا شبہ ورود اسکیمیں بجز نکاح منقطع
کے جس کو متع کہتے ہیں نہیں رہا دویم روایات فریقین سے ثابت ہے کہ ابن عباس فتوی
ساتھ نکاح متعہ کے دیتے تھے اور خود عمل اُس پر کرتے تھے چنانچہ مناظرہ اُن کا ابن زبیر کے
ساتھ اس باب میں مشہور ہے اور ابن عباس وہ ثقہ راوی ہیں جن کے حق میں زبان پاک
وحی ترجمان و حق بیان جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ الاطیاب سے جن کی
شان میں رب العالمین نے فرمایا ہے ماینطق عن الھوا ان ھوالا وحی یوحی وارد ہے انہ
کنیف ملی علما یعنی تحقیق ابن عباس مخلوط ہے پُر از علم یہہ ابن عباس کے بدان نے علم پر احاطہ
کیا ہے بس فتوی ایسے شخص کا محمول برخلاف ہرگز نہیں ہوسکتا سوم روایت مشہور خلیفہ

دویم کہ فرمایا انہوں نے متعتان کانتا علیٰ عہد رسول اللہ محرمہما ومعاقب علیہما
متعہ الحج ومتعۃ النساء او طبری نے جو اعظم اہل سنت سے ہیں کتاب مشیر
میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ خلیفہ ثانی فرمودہ ثلث کن علیٰ عہد رسول صلوٰۃ اللہ علیہ والہ
انا محرمہن ومعاقب علیہن متعۃ الحج ومتعۃ النساء وحی علیٰ خیر العمل ان روایات معتبرہ سے
مشروعیت واباحت متع کی اور رواج اس کا در عہد جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ
والہ اور عدم ممانعت استعمال اس کی کسی عہد میں سوائے عہد خلیفہ دویم ثابت ہے زیرا
کہ اگر کسی اور عہد میں ممانعت اسکے عمل سے صادر ہوئی ہوتی تو خلیفہ صاحب یہہ نہ فرماتے
کہ احرمہما بلکہ یہہ فرماتے کہ بعد اجرا پھر فلانے عہد میں منع ہو گیا تھا چہارم عینی شارح
صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابو سعید خدری سے اور جابر ابن عبداللہ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تمتعنا الیٰ نصف خلافت عمر حتیٰ منع الناس فی شان عمرو
بن الحریث یعنی ہم دونو متع کرتے تھے تا نصف خلافت عمر کے تا اینکہ منع نمود عمر مردمان را
از متعہ درباب عمر بن حریث پنجم جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں جس جگہ اولیات
خلیفہ دویم کا ذکر کیا ہے لکھا ہے اول من حرم المتعہ یعنی عمر وہ شخص ہے کہ جس نے متعہ
کو حرام کیا ہے اس تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ دویم کے منع کرنے سے پہلے
متعہ منع نہیں تھا پس جس فعل کے اباحت بحکم الہی عہد جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ والہ میں ثابت ہو چکی ہو حرام کرنے خلیفہ صاحب سے وہ امر کس طرح حرام ہو سکتا
ہے چنانچہ روایت مشہور ہے عبداللہ بن عمر کہ وہ فتویٰ متعہ کا دیتے تھے کہا اُن سے
لوگوں نے کہ تم فتویٰ جواز متعہ کا دیتے ہو حالانکہ تمہارے باپ نے متعہ حرام کیا تھا کہا عبداللہ
بن عمر نے کہ جس امر کو خدا اور رسول خدا نے جاری و مباح کیا ہو میرے باپ کے حرام کرنے
سے وہ فعل حرام نہیں ہوتا میرے باپ نسخ و مجاز تنسیخ حکم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ
والہ کی نہیں ہو سکتے اور روایات طریق شیعہ سے جو اباحت متعہ میں وارد ہیں وہ یہہ ہیں
محمد بن یعقوب عن عدۃ من اصحابنا عن سہیل بن زیاد وعلی بن ابراہیم عن ابیہ جمیعا عن ابن
ابی نجران عن عاصم بن حمید عن ابی بصیر قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام عن المتعۃ فقال نزلت

فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة عنه عن محمد بن اسمعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان عن ابن مسکان قال سمعت اباجعفر علیه السلام یقول کان علی علیه السلام یقول لولا ما سبقنی الیه ابن الخطاب ما زنی الا شقی القاء عنه عن محمد بن یحیی عن عبدالله بن محمد عن علی بن الحکم عن ابان بن عثمان عن ابی مریم عن ابی عبدالله علیه السلام قال المتعة نزل بها القرآن وجرت بها السنة من رسول الله صلی الله علیه و آله اور تحقیق روایات اہل سنت کے بھی موافق اس کے ہیں چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں عطا سے جو کہ ایک جماعت نے جابر بن عبداللہ انصاری سے چند سوال دریافت کئے ان میں سے ایک یہہ تھا کہ متعہ مشروع و حلال ہے یا نہ کہا حلال اور مشروعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اسکو مشروع کیا بحکم آلہی ایضاً مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں باسناد خود روایت کی ہے حدثنا الحسن الحلوانی قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا ابن جریج قال قال عطاء قدم جابر بن عبدالله معتمراً فجئناه فی منزله قال فسأله القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعة فقال استمتعنا علی عهد رسول الله وابی بکر و عمر عمدہ دلیل عقلی اباحت متعہ میں یہہ ہے کہ وطی دو قسم پر ہے مشروع و غیر مشروع مشروع کو عرف عام میں نکاح و غیر مشروع کو زنا کہتے ہیں اگر متعہ قسم نکاح میں نہیں ہے تو لازم ہے کہ قسم زنا میں ہو بیراکہ نکاح و زنا میں تقابل عدم و ملکہ ہے جس میں واسطہ نہیں ہوتا بخلاف تقابل تضاد کہ اس میں واسطہ ہوتا ہے اگر متعہ قسم زنا سے ہوتا تو بالضرور جملہ کبائر میں مشتہر ہوتا بیراکہ زنا جملہ کبائر میں سے ہے حالانکہ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر میں و نیز اکثر علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف میں کبائر کا حصر کیا ہے کسی نے متعہ کو شامل حصر کے نہیں کیا ہیں عدم شمار اس کا کبائر میں و عدم شمول اس کا زنا میں عمدہ دلیل اباحت کے متعہ بیراکہ از روے قواعد اصول فقہ یہہ بات مسلّمہ ہے کہ عدم علم حرمت اُسی سے ثابت ہوتی ہے کما هو مشهور کل شئی مباح حتی یعلم حرمته اگر کوئی کہے کہ حرمت اس کی قول خلیفہ دوم سے ثابت ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ حرمت مقابل حلت کے ہونی چاہیے جب کہ حلت اس کی بنص آلہی سے ثابت ہے حرمت بھی نص آلہی سے ہونی چاہئے قول خلیفہ صاحب کو حرم

مذہب شیعہ کے فتاوی کس صورت اس کی اباحت کے جاری ہوتے اور معمول بہ کیوں
ہوتا دویم یہہ کہ کوئی دوسری حدیث ائمہ علیہ السلام سے بھی موافق اس کے صدور وارد ہوتی
حالانکہ کوئی حکم ائمہ علیہ السلام موافق اس کے ممانعت میں وارد نہیں ہے تمام احادیث
متواترہ کثیرہ سے جواز اس کا ثابت ہے فقط یہی حدیث اُس کے مضمون کی ہے سوم روایت
مشہور ہے حضرت علی علیہ السلام سے لولا سبقنی الیہ ابن الخطاب ما زنی الا شقی
یہہ نقیض ہے قول خلیفہ دویم کا نقیض بمعنی رفع شئے کا ہوتا ہے اور حدیث استبصار موید
قول خلیفہ دویم کی ہے پس لازم آیا اجتماع ضدین سو یہہ محال ہے اور یہہ حدیث لولا سبقنی
متواتر ہے اور وہ حدیث شاذ چہارم آنکہ جیسا خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت وقتی کے
اقتضا سے منع فرمایا تھا درصورت تسلیم اعنی یہ حدیث استبصار حضرت علی علیہ السلام
نے بھی کسی مصلحت وقتی کی جہت سے بیان روایت سماعی کا قطع نظر از تحقیق و تصدیق
حدیث کے فرمایا ہو اسی جہت سے جامع حدیث نے اس حدیث کو تصدیق نہیں کیا و معتبر
نہیں گردانا چنانچہ لکھدیا ہے اس حالت میں یہہ حدیث قابل سند و محل اعتبار و مخل جواز
متعہ نہیں ہوسکتے اور احکام مصالح وقتیہ استمراری نہیں ہوسکتی پنجم جواز متعہ آیہ سے ثابت
ہے اور عدم جواز روایت سے روایت ناسخ آیہ کی نہیں ہوسکتی **تنبیہہ** عبد ضعیف راجی
الی ربہ القوی محمد حسن المشہدی الحایری جامع اوراقہا معترف بہیچمدانی عرض پرداز ہے
کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرضوان صاحب استبصار کتاب الاختلاف من الاحادیث والاخبار نے
کتاب مذکور میں حدیث حرمت متعہ کو ایراد فرما کے تاویل اُس کی بتقیہ ارشاد فرمائی ہے
یہہ مقام محل تردد کا ہے اس وجہ سے کہ کتب محققین امامیہ مثل سید اعلم الہدی سید مرتضی
رحمۃ اللہ تعالی علیہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہے کہ تقیہ رسول صلوۃ
اللہ علیہ پر حرام ہے زیراکہ باعث عدم اشاعت حق کا متصور ہے اور امام علیہ السلام
پر اتلاف ایسی حقوق میں تقیہ جائز ہے لیکن جو امور ایصال الی اللہ سے عباد مکلفین
کو دور رکھیں اُس جگہ تقیہ امام کو جائز نہیں اور عامہ مومنین کو تقیہ اعلی فرق میں جائز ہے
جو منکر توحید اور نبوت اور سایل اہل بیت علیہ السلام کی ہوں مگر نسبت تقیہ بجانب امام علیہ السلام

کیجاوے تو خلاف جمہور علمائے شیعہ و عقائد حقہ اُنکی نیز مستلزم تسلیم حدیث
کا ہوتا ہے تسلیم اس حدیث کے سراسر مخالف مذہب حقّہ کے ہے + اس
دلیل سے کہ حدیث برجوع و آیہ قرآن مدام راجح ہے - موافق اصل مذہب
حقّہ کے صورت ہذا یعنی تسلیم حدیث میں ترجیح مرجوع لازم آتی ہے سو یہہ باطل
ہے بلکہ نسبت تقیہ کے محمول بر تقیہ ہے زیرا کہ جو حدیث کہ منسوب بائمہ طاہرین
ہو بعد لحاظ رواۃ کے اگر جرح و خلل سے کل رواۃ حدیث پاک ہوں تو اُسوقت
تاویل حدیث بدیگر اسلوب جایز الامکان ہے اس سبب سے کہ الزام برامام
علیہ السلام عاید ہوتا ہے جو حدیث نظر براحوال رواۃ قابل اطمینان کے نہیں
ہے تاویل کرنا اسکا بدیگر اسلوب جائز نہیں جب حقیر نے رواۃ حدیث کو کتب
اسماء الرجال سے مطابق کیا تو کُل روات اُس کی ضعیف غیر حمید مخالف مذہب
پائی چنانچہ خاکسار تصریح ہر شخص کی رواۃ حدیث سے کریگا جب اس حدیث کے
راوی مجروح ہوئے تو حدیث کے غیر مسلم عند التحقیق قرار پائی پس ایسی حدیث
سند دعوی میں کافی نہیں ہو سکتی تفصیل احوال رواۃ کی بدین منوال ہے اول
محمد بن الحسین بن سعید یہہ شخص بدرجہ غایت ضعیف العقیدہ و ضعیف الروایت
تھا بعضوں نے کہا ہے کہ غالی تھا کما ورد فی التخلیص محمد بن الحسین
بن سعید الصایغ کوفی ینزل فی بنی ذهل الوصص ضعیف جداً قیل انه
غال دویم محمد بن احمد بن یحیی یروی عن الضعفا و یعتمد المراسل
ولا یبالی عن اخذ باطل فی نفسه طعن یعنے یہہ شخص بذات خود مطعون
تھا اخذ باطل میں کچھہ اس کو احتیاط نہ تھا چنانچہ مذکور ہوا سوم حسین بن علوان
کوفی مخالف مذہب تھا مراد اس حسین ثقہ تھا وہ بھی جماعت عام میں تھا۔
اور اپنے بھائی حسین کی نسبت جو راوی حدیث ہے ثقہ تھا ورنہ ثقاہت
کاملہ اُس میں نہ تھی لیکن اُن کو رغبت و محبّت امام علیہ السلام تھی چنانچہ صاحب
تخلیص تحریر فرمودہ چہارم عمر بن خالد الواسطی یہہ شخص واسط کے رہنے والا

اہل سنت سے تھا حضرت زید سے اکثر روایت کرتا تھا مگر اُس کو محبت اہل بیت
سے تھا ہست و خیر ثقاہت میں مجہول الحال تھا چنانچہ تخلیص میں مرقوم ہے عمر
بن خالد واسطی روی عن زید بن علی علیہ السلام کان من رجال العامۃ الا له
میل شدید الیہم [illegible] مختصر علی بعلی العقد [illegible] باالعدد [illegible]

باب دوئم در ارکان و احکام و آداب متعہ

اس باب میں دو فصلیں ہیں

فصل اول

ارکان متعہ میں ارکان جمع رکن ہے رکن بمعنی لغوی [illegible] تحت یا وہ چیز جس پر قیام شے کا ہو رکن متعہ کے چار ہیں اول صیغہ دوم محل سوم مدت چہارم مہر اگر بعد ان رکن ارکان چار سے ایک بھی [illegible] سے فرض کیا جاوے تو متعہ ممکن نہیں اگر موافقت ایسے متعہ سے واقع ہو جس کا کوئی رکن مفقود ہو وہ فعل حرام ہے زنا میں داخل ہے زیرا کہ خلاف وضع شرعی کے واقع ہوتا ہے

رکن اول صیغہ ہے پس صیغہ وہ لفظ ہے جو شرع نے وضع کیا ہے واسطے صحت و حلت اس نکاح کے وہ دو لفظ ہیں ایک کو ایجاب کہتے ہیں دوسرے کو قبول ایجاب منجانب زن کے ہوتا ہے قبول منجانب مرد کے ایجاب کے تین کلمہ ہیں زَوَّجتُکَ و مَتَّعتُکَ و اَنکَحتُکَ قبول کے دو کلمہ ہیں قَبِلتُ و رَضِیتُ چنانچہ مرد نسبت بروایت ابان بن تغلب قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام کیف اقول لھا اذا خلوت بھا قال تقول اتزوجک متعۃ علی کتاب اللہ و سنۃ نبیہ لا وارثۃ و لا موروثۃ کذا و کذا یوما وان شئت کذا و کذا سنۃ بکذا و کذا درھما وتسمی من الاجر ما تراضیتما علیہ قلیلا کان او کثیرا فاذا قالت نعم فقد رضیت وھی امرأتک وانت اولی الناس بھا ایضا بروایت ابن بصیر عن تغلب قال تقول اتزوجک متعۃ علی کتاب اللہ و سنۃ نبیہ نکاحا غیر سفاح و علی ان لا ترثنی و لا ارثک کذا و کذا یوما بکذا و کذا درھما و علی ان علیک العدۃ ایضا ابن عمران ھشام

بن سالم قال قلت کیف یتزوج المتعه قال یقول اتزوجک کذا وکذا یوماً بکذا وکذا درهما فاذا مضت تلک الایام کان طلاقها فی شرطها ولا عدة لها علیک صورت ترکیب ان الفاظ کی انشاء اللہ تعالیٰ بعد ذکر چار رکن کے بیان ہوگی ✦ **رکن دوئم محل ہے** یعنی جائے وقوع نکاح وہ عورت ہے جس سے نکاح کیا جاوے ✦ شرط اس میں یہہ ہے کہ زوجہ ممتوعہ مسلمان یا اہل کتاب میں سے ہو مثل یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ کے لیکن اُس کو پینے شراب یا کھانے حرام سے منع کرے متعہ جائز نہیں زن بت پرست وزن ناصبیہ معلنہ سے معلنہ کہتے ہیں ✦ اُس کو جو اعلان عداوت کا کرے اور ناصبیہ اُس کو کہتے ہیں جو موالیان اہل سنت سے اظہار عداوت کا کرے مثل خوارج وغیرہ کے جائز نہیں متعہ زن شوہردار وصاحب عدة سے خواہ عدة طلاق ہو خواہ فراق از موت ہو وخواہ عدة خلع نیز جائز نہیں کنیز کے ساتھ بدون اذن اُس کے مالک کے وزن کنیز سے زن آزاد پر مگر باذن زن آزاد ایسی ہے بھانجی وبھتیجی زن سے مگر باذن زن اور جائز نہیں زن زانیہ سے اور حکم جمع بین الاختین نکاح ومتعہ میں مساوی ہے یعنے جائز نہیں اور جائز ہے جمع با زیادہ از چار زن بلا قید انتہا کے متعہ میں اور مکروہ ہے بدون ضرورت مروبست روایت اسمعیل عن الرضا علیہ السلام فی حدیث قال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بما هو مومنة ان الله عز وجل یقول الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة والزانیه لا ینکحها الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین ایضاً منه انه سال عن المتعة فقال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بمومنة او مسلمة ایضاً اسمعیل بن سعد الاشعری قال سئلته عن الرجل یمتنع من الیهودیة والنصرانیة قال لا اری بذلک باسا قال قلت فالمجوسیة قال فلا **فائدہ** ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہے موجب تعارض بجز اختلاف روایت اور کوئی امر نہیں ایسے مقام میں حکم رجحان پر ہو صادر ہوتا ہو اس خاص ...

تحقیق میں جواز کو ترجیح حاصل ہے دو دلیل سے اول یہہ کہ جواز میں دو حدیثیں
وارد ہیں اور عدم جواز میں ایک ساذ حکم ہے دویم جواز میں حکم دو امام علیہما السلام
کا متفق ہے اور عدم جواز میں ایک امام کا حکم ہے لہذا شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمتہ
نے محمول بر کراہت کیا ہے عند تمکین غیر مجوسیہ و با عدم تمکین غیر مجوسیہ جایز
تصور فرمایا ہے چنانچہ استبصار میں مفصل بیان ہے لیکن نظر بتطبیق فیما میں
حکمین ممکن ہے کہ ممانعت نسبت بمجوس ہذا بشبہہ کے وارد ہوئی ہو چونکہ یہہ
امر یقینی نہیں ایسے مقام میں استناد نسبت روایت کے ہی ہوتا ہے لہذا
ملاحظہ احوال روات کا ضرور ہوا چنانچہ خاکسار نے کتب رجال سے روات کو
جو دیکھا تو تینوں حدیثوں کے راوی ثقہ پائے مگر محمد ابن سنان کہ یہہ مختلف الاحوال
ہے ہر چند ضعف کو نسبت اس کی رجحان ہے مگر بنظر تصدیق محقق اول علیہ الرحمتہ
صحت ان دو احادیث میں کچھہ شبہہ نہیں چنانچہ شرائع میں فرمایا ہے علی
اسہر الروایتین وہ جو بعضے حضرات جواز متع میں زن مجوسیہ کے ساتھہ توجہ
عدم شہرت کتاب مجوس و نا معلوم ہونے سے ان کی مجوس کو منجملہ کفار غیر کتابیہ شمار
کرکے گفتگو فی جواز میں قابل التفات کے نہیں بامن دلیل کہ یہہ امر مسلم مذہب حقہ
امامیہ کا ہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کسی مسئلہ میں بدون ثبوت
ساز نص اپنی رائے کو دخل نہیں فرماتے جیسا کہ جناب نبی صلوۃ اللہ علیہ والہ
کوئی کلام بدون وحی الہی کے ارشاد نہیں فرماتے یہی نص ما ینطق عن الہوی
ان ہو الا وحی یوحی شاہد اس مقال کی ہے نیز علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم
الرحمتہ والرضوان نے مجوس کو شامل اہل کتاب کیا ہے چنانچہ شرائع میں
محقق اول نے فرمایا ہے۔ فلیشترط ان تکون الروضہ مسلمتہ
او کتابیہ کالیہودیہ والنص لانیہ والمجوسیۃ علی اشہو الخ۔ انتہی
پس نظر بتحقیق محقق اول علیہ الرحمتہ کی گفتگو کو اس امر میں مجال گنجائش
نہیں ثانیاً حیات القلوب میں حیات علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ کی بروایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مجوس کو منجملہ اہل کتاب شمار کیا ہے اور نبی اُن
کے نام جا ماسب تحریر فرمایا ہے پس درصورت تسلیم ابن حدیث کوئی محل
اعتراض کا نہیں جناب ہادیانا و مقتدانا مولوی ابوالقاسم دام اللہ بقائہم
نے اپنے رسالہ برہان المتعہ میں اولویت ترک کو مطلق تحریر فرمایا ہے اگر مقید
بشرط عدم میسر غیر مجوسیہ کے فرماتے تو اولیٰ تر تھا جیسا کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ
نے ارشاد فرمایا ہے زیرا کہ ماخذ مطلق اولویت ترک کا کسے معلوم نہیں و مروی بروایت
اسحق الخذاعن محمد بن الفیض قال سئلت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المتعۃ فقال
نعم اذا کانت عارفۃ الی ان قال وایاکم والکواشف والدواعی والبغایا
وذوات الازواج قلت ما الکواشف قال اللواتی یکاشفن وبیوتہن
معلومۃ ویؤتین قلت فالدواعی قال اللواتی یدعون الی انفسہن
وقد عرفن بالفساد قلت فالبغایا قال المعروفات بالزنا قلت فذوات
الازواج قال المطلقات علی غیر السنۃ ایضاً بروایت ابی نصیر عن الرضا
علیہ السلام قال سئلتہ یتمتع بالامۃ باذن اہلہا قال نعم ان اللہ
عزوجل یقول فانکحوھن باذن اہلہن ایضا بروایت اسمٰعیل قال
سئلت ابا الحسن ھل للحرۃ ان یتمتع من المملوکۃ باذن اہلہا ولہ
امرأۃ حرۃ قال نعم اذا رضیت الحرۃ قلت فان اذنت الحرۃ یتمتع قال
نعم ایضا بروایت یزید عار ہ سئلت امام الحسن علیہ السلام عن المتعۃ
فقال ہی حلال مباح مطلق لمن لم یغنیہ اللہ بالتزویج فلیستعفف
بالمتعۃ فان استغنی عنہا بالتزویج فہی مباح لہ اذا غاب عنہا و
بروایت اسحق عن بکر بن محمد فقال لا و بروایت محمد قال سئلت
ابا الحسن عن المتعۃ اہی من الاربع فقال لا و بروایت زرارہ عن
ابیہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ذکرت لہ المتعۃ اہی
من الاربع فقال تزوج منہن الفا فانہن مستاجرات والصاعن

زرارہ بن اعین قال قلت ما یحل من المتعۃ قال کم شئت وبروایت
ابی نصر عن ابی الحسن علیہ السلام قال سألتہ عن الرجل یکون لہ
سراہ ھا یتزوج باختھا متعۃ قال لا لیس سوم اجل ہے یعنی
شرط متعہ پس یہہ شرط ہے متعہ میں اگر ذکر اس کا صیغہ میں نہ کیا جاوے تو نکاح
دائمی منعقد ہوجاویگا موافق مذہب شیخ وابن براج وابن صلاح وسید وابن زہرہ
ومحقق اول صاحب شرایع کی لو توہم من حدیث عبد اللہ بن سنان
اور ابن ادریس وعلامہ بطلان عقد کی جانب گئے ہیں اس لئے کہ اجل شرط صحت
متعہ ہے بھی باخلال بشرط مبطل مشروط کا ہوتا ہے ولو توہما بروایت زرارہ
پس ایدہا عرض کرتا ہے خاکسار مولف رسالہ کہ قول اخرین راجح ہے اس دلیل
سے کہ نکاح دو قسم ہے دائم اور منقطع فیما میں دونو قسموں کی نسبت بنا لبین نسبت
ایجاب وسلب ہے جس میں واسطہ نہیں ہے اور امر متباین فیما بین نکاحین
شرط اجل ہے چونکہ رفع شئے موجب ثبوت ضد شئے کا ہوتا ہے جس صورت
میں شرط اجل رفع ہوئی ضد اس کی کہ بطلان عقد یہی لازم آیا مولف کے نزدیک
ظہر او اولیین کے انعقاد نکاح سے نکاح دائمی ہو نہ نکاح منقطع گو کہ
ظاہر ہوا کہ اجل کا معین ومحفوظ ومحدود ہونا شرط ہے ہر چند اجل
نکاح منقطع میں جس کی مدت اجل مدت عمر تک ہو محدود ہونے میں بیشک کچھ
شک نہیں لیکن یہہ مدت معین بسنین وشہور وایام نہیں حالانکہ بدین صفت
اجل کا موصوف ہونا شرط ہے اور قول اخرین کے مراد بطلان عقد سے شاید
عقد منقطع ہو جو فاتحن فیہ ہے نہ نکاح دوام اور قلت وکثرت مدت کا کچھ اعتبار
مقرر نہیں جس قدر ہر دو رضا ہوں خواہ روز منہی خواہ سال مثل اس کی کہ
متعہ کیا جیسے اسوقت سے تا زوال یا غروب یا دو روز یا یک ماہ یا دو سال چنانچہ
ہشام بن سالم سے روایت ہے قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
اتزوج المرأۃ متعۃ ... متعۃ قال فقال ذالک اشد علیک ترثھا

وبینک ولا یجوز لک ان تطلقها الا علی طهر وشاهدین قلت صلحک الله
فکیف تزوجها قال ایاما معدودة بشی مسمی مقدارها تراضیتم فاذا مضت
ایامها کان طلاقها فی شرطها ولا نفقة ولا عدة لها علیک
الحدیث واجب ہے عورت پر وفائے مدت کا جس قدر اجرائی پائی جاوے
اگر بعد اجرائے صیغہ و جمع شرائط کے موافقت تا انقضائے مدت متروک
رہی اس صورت میں جو اجرہ قرار پائیگا لازم ہوگا ادا اسکا خواہ موافقت
اُس مدت میں واقع ہو خواہ نہ ہو اور انفکاک متعہ میں طلاق ضرور نہیں بدون
طلاق کے بعد انقضائے مدت کے علیحدہ ہو جاویگی چنانچہ مرویست بروایت
محمد بن اسمعیل عن ابی الحسن الرضا علیه السلام قال قلت له الرجل یتزوج
المراة متعة سنة او اقل او اکثر قال اذا کان شیئا معلوما الی اجل معلوم
قال قلت وتبین بغیر طلاق قال نعم **فائدہ** عرض کرتا ہے خاکسار مؤلف
مفہوم اکثر احادیث و احکام فقہا کا یہہ ہے کہ وضع کرنا اجرہ کا بقدر مدت
ترک موافقت جایز ہے چنانچہ رکن چہارم ذکر مہر میں بیان ہوگا معہ انکے
گمان نہ ہو کہ ان دو مسئلوں میں تعارض واقع ہے زیرا کہ حکم ادائے اجرت
مدت ترک موافقت کا اُس صورت میں ہے جو ترک بحالت اختیاری مثل سفر
کے یا بحالت اضطراری مثل مرض یا حبس کے منجانب شوہر واقع ہو اور حکم
وضع اجرہ اُسی صورت میں کہ بحالت اختیاری بدون اضطراری مثل نشوز
منجانب زن کی ظہور میں آوے چنانچہ منع وضع مدت حیض کا دلیل صریح
ہے **رکن چہارم** مہر ہے یہہ شرط ہے عقد متعہ میں کہ مقرر کیا جاوے
بدون تقرر مہر کے عقد باطل ہوگا بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں اگر تعیین نہو
تو مہر مثل قرار پاویگا نکاح باطل نہ ہوگا نیز شرط یہہ ہے کہ مہر ملک اس شخص کی
ہو جو نکاح کرتا ہے اور قبضہ میں اُس کے ہو یعنی ناکح کے پاس موجود ہو نہ مثل
اس کے کہ اس کا قرضہ کسی کے ذمہ ہو اس قرضہ کو مہر میں حوالہ منکوحہ کرے

کردے نہ شرط ہے کہ مہر میں کسی طرح کا اہمال نہ ہو یعنے معلوم ہو ساتھہ وزن کے
یا کیل کے یا عدد کے یا وصف کے یا معلوم ہو ساتھہ مشاہدہ کے مثل وہ من
جو کے اسقدر پیمانہ فلاں جنس کا یا عدد میں اسقدر روپیہ یا فلانی قسم کا لباس
یا یہہ اسپ یا رخت جو روبرو ہے مقدار مہر کے شرع میں نہیں ہے خواہ کم ہو
خواہ زیادہ حتّٰی کہ یکمشت جو یا خورما وغیرہ اجناس لیکن شرط ہے کہ قیمت اُس جنس
کی ہو سکے اور لازم ہے ادا کرنا مہر کا ساتھہ عقد کے غیر ماجل یعنے فوری بخلاف
نکاح دوام کے کہ اُس میں مہر ماجل یعنے دوسرے وقت مہر ادا کیا جاوے اور
غیر ماجل بھی اگر شوہر قبل از دخول مدت معین منکوحہ کو بخشدے تو واجب ہوگا ادا کرنا
نصف مہر کا اگر بعد دخول کے بخشے تو تمام مہر قرار پاویگا مگر ساتھہ شرط وفائے مدت
کے منجانب زن کی سے اگر بعض مدت میں دخول کیا ہو تو اُسی قدر مدت کا مہر
کل مہر میں سے ادا کرنا واجب ہے باقی کو مختار ہے چاہے ادا کرے چاہے
وضع کرے لیکن ایام حیض وضع نہیں کر سکتا چنانچہ مرویست بروایت عمر
بن حنظلہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اتزوج المراۃ شہرا بشیء
مسمی فتاتی بعض الشہر ولا تفی ببعض قال یحبس عنہا من صداقہا
مقدار ما احتبست عنک الا ایام حیضہا فانہا لہا اگر بعد عقد کے فساد
نکاح ظاہر ہوا اس کی کہ وہ عورت صاحب زوج ہو یا خواہر زوجہ سابق ناکح کی
یا مادر اُس کی زوجہ کی ہو مثل اس کے کوئی امر موجب فسخ کا ہو اگر یہہ فساد
قبل از دخول ظاہر ہوا ہو دریں صورت مہر کا دینا لازم نہیں اگر ادا کر دیا ہو واپس
لینا لازم ہے اگر بعد دخول کے ظاہر ہوا ہو اور عورت مہر لے چکی ہو اُس کا واپس
لینا نہیں لازم اس صورت میں اگر بعض مہر ادا کر دیا ہو اور بعض باقی ہو تو
جو کچھہ لے چکی ہے وہ حق اُس کا ہے جس قدر باقی ہو اُس کا مطالبہ نہیں کر سکتی
چنانچہ مرویست بروایت حفص بن البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال اذا بقی علیہ شیء من المہر وعلم ان لہا زوجا فما اخذ بینتہ

زن ممنوعہ کے ساتھ چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن ابی نجران و احمد بن ابی نصر
قال لا باس ان تزیدک و تزیدها اذا انقطع الاجل فیما بینکما تقول لها استحللتک باجل آخر
برضا منها و لا یحل ذالک لغیرک حتی تنقضی عدتها و بروایت [illegible] اذا تزوج الرجل المرأة متعة کان [illegible]
علیها عدة لغیره فاذا اراد هو ان یتزوجها لم یکن علیها عدة یتزوجها اذا شاء جائز ہی ایک عورت سے کئی مرتبہ
متعہ کرنا زن ممنوعہ بعد سیوم مرتبہ کے حرام نہیں ہوتی مثل نکاح کے کہ بعد تین مرتبہ
کے نکاح ایک شوہر سے پھر حرام موبد ہو جاتی ہے و مرویست بروایت ازارہ
عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت له الرجل یتزوج المتعة و ینقضی شرطها ثم یتزوجها رجل آخر حتی
بانت منه ثم یتزوجها الاول حتی بانت منه ثلثا و تزوجت ثلثة ازواج یحل للاول ان یتزوجها
قال نعم کم شاء لیس هذه مثل الحرة هذه مستاجرة و هی بمنزلة الاماء و بروایت علی بن الحکم
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی رجل یتمتع من المرأة المرات قال لا باس یتمتع منها ما شاء
[illegible] اگر زن بالغہ رسیدہ متعہ کرے ولی اس زن کو اعتراض لازم نہیں ہر چند باکرہ ہو
چنانچہ مرویست بروایت سعدان بن مسلم عن رجل ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا باس بتزوج
البکر اذا رضیت بغیر اذن ابویها ایضا باسناده عن ابی سعید عن الحلبی قال سألته عن التمتع من البکر اذا کانت
بین ابویها بلا اذن ابویها قال لا باس ما لم یقتض ما هناک لتعف بذلک اور بعض روایت سے
کراہت جواز متعہ میں باکرہ سے بدون اذن باپ اسکے کے ثابت ہے چنانچہ بروایت
ابی نصر عن الرضا علیہ السلام قال البکر لا یتزوج متعة الا باذن ابیها و بروایت حفص بن البختری
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل یتزوج البکر متعة قال یکره للعیب علی اهلها عرض کرتا ہی مولف
کہ مفہوم ان دونو حدیثوں میں کچھ تعرض نہیں مآل ان دونو کا واحد ہے ہر چند تلفظ میں
اندک تفاوت ہے اور روایت ہی انکی تفقہ میں مگر محمد بن احمد مخدوش ہے اس مقام پر
مخدوش ہونا اس کا کچھ قادح مقصود نہیں ہے آخر دعونا الحمد للہ العلی العظیم علی نعمائه العمیم
و افضاله الجسیم و نصلی علی محمد و آله الکریم قد فرغت من سوید هذه المسودة تا تسع من الصفر من
[illegible] والف من هجرة النبی صلوات اللہ علیه [illegible] +

دستخط

اجـــــازہ

مؤلف رسالہ ہذا کو جو منجانب علمائے عصر حاصل ہے

بنا بر اظہار وثوق اعتبار مؤلف شامل طبع

رسالہ ہذا کر دیا معہ ترجمہ کی بزبان اردو

ناکہ بیندگان رسالہ ہذا احوال

مصنف سے مطلع ہو کے

رسالہ ہذا کو مستند

سمجھیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَ الصَّلوٰۃَ مِعرَاجًا لِلمُؤمِنِینَ وَتَقَرُّبًا
جمیع حمد ثابت ہے واسطے اُس اللہ کے جس نے گردانا نماز کو معراج واسطے مومنین کے اور نزدیکی واسطے

لِلمُتَّقِینَ وَاِقَامَتُہَا بِالجَمَاعَۃِ مِن اَفضَلِ سُنَنِ الدِّینِ وَقَد اَشَارَ
پرہیزگاروں کے اور قائم کرنا نماز کا ہمراہ جماعت کے بزرگترین سنتہائے دین سے بھی تحقیق اشارہ کیا ہے

اِلَیہَا سُبحَانَہٗ فِی کِتَابِہِ المُبِینِ بِقَولِہٖ تَعَالٰی وَارکَعُوا مَعَ
طرف اُس امر کے اللہ پاک نے کتاب اپنی میں جو روشن ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یعنے نماز پڑھو تم ساتھ

الرَّاکِعِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا اَفضَلِ المُرسَلِینَ وَاٰلِہٖ
نماز پڑھنے والوں کے اور درود اور سلام نبی ہمارے پر جو افضل مرسلین کے ہے اور آل انکی

البَرَرَۃِ الطَّیِّبِینَ الطَّاہِرِینَ **اَمَّا بَعدُ** فَاِنَّ صَلوٰۃَ الجَمَاعَۃِ
پر جو نیک اور طیب اور طاہرین بعد حمد و صلوٰۃ کے پس تحقیق نماز جماعت کی

وَصَلَت فِی الاِشتِہَارِ اِلٰی حَدٍّ لَا یَکَادُ یَخفٰی عَلٰی اُولُوا الاَبصَارِ
پہنچی ہے شہرت میں طرف ایک حد کی کہ نہیں رہی پوشیدہ صاحبان بینائی پر

ثُمَّ لَا یَعزُبُ عَنِ الاِخوَانِ فِی الدِّینِ وَمَوَالِی المَعصُومِینَ
بعد ازاں پوشیدہ نہیں برادران دینی سے اور دوستان ائمہ معصومین

والاخلاق الکریمة والفضائل السنیة فهو المجاز فی امامة الجمعة

اور اخلاق بزرگ کے اور فضیلتاں محکم کے پس وہ مجاز ہے قائم کرنے نماز جمع

والجماعات وان یؤمن اراد الاقتداء به فی فرائض الصلوٰة واوصیه

اور جماعت کا اور یہہ کہ امام کریں اسکو جوکوئی چاہے پیروی اسکی فرائض نماز میں اور نصیحت

بملازمة التقوی فانها هی العروة الوثقی وعلیه بمراعاة الاحتیاط

کرتا ہوں میں اسکو ساتھہ ہمیشہ پرہیزگاری کے پس تحقیق پرہیزگاری جائے محکم ہے اور اسپر ہے نصیحت ساتھہ رعایت کرنی احتیاط

فی کل باب فانه یوجب الفوز والنجاة یوم یقوم الحساب وآخر

ہر باب میں پس تحقیق واجب کرتا ہے پہنچنا نجات کو روز قیامت کے پس آخر

دعونا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی نبینا واله

دعوی ہمارا یہہ ہے کہ تحقیق حمد ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار عالم کا ہے اور درود اللہ کا نبی ہمارے پر اور ال

الطاهرین نمقه العاصی الضعیف الراجی غفران الله

طاہرین کے اوپر لکھا اسکو گنہگار ضعیف امیدوار بخشش اللہ تعالی

القوی خادم الشریعة المصطفویة السید المصطفی المدعو

قوی سے خادم شریعت مصطفوی کا سید مصطفی مشہور

بمیر آغا النقوی

ساتھہ میر آغا کی تقوی

سنه ۱۲ هـ
سید محمد هادی
ابن عمدة العلما
سید مصطفی

خاتمہ رسالہ جو بنام نامی اسم گرامی علت موجبہ تحریر اس رسالہ کے اختتام پایا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل التوفیق اسباب التحسینی وسما ساریح

التصدیق والصلوٰۃ علےٰ خیر المرسلین الذی ھو باعث ایجاد
والتکوین کما قال اللہ جل جلالہ لولاک لما خلقت
الافلاک وآلہ الطیبین الطاھرین الذین ھم الائمۃ
المعصومین صلواۃ اللہ علیھم اجمعین الیٰ یوم الدین ؕ

کہ درین زمان سعادت و فرحت توامان این رسالہ بحسن تائید رشید و امداد مفید
شیر بیشہ شجاعت و فتوت مصارع میدان سخاوت و مروت متکی مسند ریاست
و ایالت صدر سریر حکومت و سیاست صاحب توفیق جزیل و قدر جلیل و وضع جمیل
و مراتب نبیل مجمع مجاہد رفعت و اقبال کہف المومنین عماد الاسلام والمسلمین زبدہ
عمائد دوران قدوہ اراشد زمان خان والاشان وجیہ الامکان سلالہ اماجد اطیاب
نواب مستطاب محمد احسن علیخان صاحب بہادر لا زالت شموس اقبالہ من
افلاک الدوران صورت تحریر و تسوید پذیرفتہ بحوبی تمام و اسلوبی مالا کلام باسم
سامی و نام گرامی شان انجام و اختتام یافت امید کہ مقبول نظر فیض اثر جناب
ممدوح گردیدہ مفید ہر خاص و عام گردد۔ بالنبی وآلہ الامجاد صلواۃ اللہ علیہم

الیٰ یوم التناد

تاریخ طبع و تالیف رسالہ

منجانب منشی عبداللطیف صاحب ٹھیکہ دار متوطن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور حال مالیر کوٹلہ

وصف کیا ہووے اُس کتابت کا — ہو محول بھلا جو آیت کا

ہو سند میں جو آیت مصحف — کیوں نہ دعویٰ ہو شان و شوکت کا

آئی تو سامنے ذرا دیکھیں — زعم ہو جس کو اُس کی حرمت کا

گر نہ پا سنخ میں ایسی آیت ہو — پھر ٹھکانا نہیں ہے خفت کا

یہہ مولف کا دیکھو حسن خیال — بیٹھی بٹھلائی کام ہمت کا

بے مشقت یہہ نص قرآنی — کام آساں ہوا ہے خلقت کا

جانی قرآن نہ مانی کوئی حدیث — قید مذہب نہ پاس ملت کا

آیا جو دل میں کہدیا فی الفور — وقت جاتا رہا ہے ہیبت کا

دیکھہ لو سیر کرکے دُنیا کی — نام بدنام ہے دیانت کا

ہو گیا ہے حلال جو تھا حرام — منع سے کام نکلے حلت کا

کار دُنیا میں ایسے ہیں مخبوط — خوف مطلق نہیں قیامت کا

اس رسالے کا جو مصنف ہے — مستحق ہو گیا ہے جنت کا

مسئلہ بھی کہیگا صاف وہی — جو کہ پابند ہے قناعت کا

آبرو اُس کی خاک میں ملجائے — ہو جو خواہاں یہاں کی رفعت کا

مت نہیں ہے تو جانور ہے وہ — آدمی ہووے تو کسی مت کا

جانے دے اے لطیف یہ قصے — ذکر کر کچھ خدا کی نعمت کا

راستبازی میں زخم کھاتے ہیں — درجہ افزوں ہے کیوں شہادت کا

فکر تاریخ کی ہے تجھ کو لطیف — وقت آخر کے پہنچا نوبت کا

ہول کے سر کو کاٹ کر لکھ دے — ہے رسالہ منغہ کی حلت کا

ھ — ۱۳۱۰ھ

اعلان

جمیع حقوق اس رسالہ کی محفوظ ہیں

جس صاحب کو مطلوب ہو مطبع گلزار ابراہیم

کوٹلہ مالیر ضلع لودھیانہ سے طلب فرمالیں